سید شمیم احمد

مکتوبات مخدوم الملک

حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری متوفی ۷۸۲ھ کا شمار برِ عظیم پاک و ہند کے کبار مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف : تالیفات، ملفوظات اور مکتوبات کا ایک بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مقبولیت و شہرت مکتوبات کو حاصل ہوئی۔ ان مکتوبات کا مطالعہ اکبر اور اورنگ زیب جیسے جلیل القدر سلاطین، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری جیسے مشائخ کیا کرتے تھے۔ علامہ ابوالفضل اور مولانا عبدالحق محدث دہلوی جیسے علماء و محققین نے اپنی تصانیف میں مکتوبات کی تعریف کی ہے۔ دورِ جدید کی علمی شخصیتوں میں مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا خلیق احمد نظامی، اور جناب صباح الدین عبدالرحمان وغیرہ مخدوم الملک کی تصانیف خصوصاً مکتوبات کی لطافت و افادیت کے معترف ہیں۔

حضرت مخدوم الملک کے خلفاء و مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ یہ بہار اور بنگال کے مختلف مقامات کے علاوہ ظفر آباد، دہلی اور دولت آباد جیسے دور دراز کے علاقوں میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی تربیت و اصلاح خطوط کے ذریعے ہوتی تھی۔ بہت سے خطوط دوستوں اور اعزہ و اقرباء کے نام بھی ہیں۔ یہ مکتوبات جن کی تعداد سوا تین سو سے اوپر ہے اس وقت کے تمام مشائخ و علماء، ائمہ و قضاۃ، خان و ملوک اور امراء و سلاطین کے نام ہیں۔ مکتوبات کے جامع حضرت زین بدر عربی کے بیان کے مطابق مکتوبات کے ذریعہ باقاعدہ تعلیم و تربیت کا سلسلہ مخدوم الملک نے یوں شروع کیا کہ "قاضی شمس الدین حاکم چوسہ نے جو حضرت مخدوم عظمۃ اللہ

کے مریدوں میں تھے متعدد خطوط لکھے اور درخواست کی کہ موانع روزگار نے شرف حضوری مجلس سے محروم کر رکھا ہے۔ اگر علم سلوک میں بقدر فہم اس ناچیز کو کچھ لکھ کر بھیج دیا جائے تو ذریعہ حضور الٰہی اور فوائد قلبی ہو۔

چنانچہ التماس قبول کی گئی اور مراتب و مقامات سالکان و احوال و معاملات مریدان کا لحاظ رکھتے ہوئے توحید و تفرید، سلامتی و ملامتی، شیخی و مریدی اور دیگر مسائل پر حسب ضرورت بزرگانِ سلف کے واقعات و احوال بطور مثال بیان فرماتے ہوئے ۷۴۷ھ میں وقتاً فوقتاً خطہ بہار سے قصبہ مذکور (چوسہ) میں ان کے پاس یہ مکتوبات روانہ فرماتے گئے۔

بندۂ درگاہ و خدام و احباب نے جو اس موقع پر موجود تھے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان کی نقل کر لی تاکہ طالبان اسرار و صادقان روزگار ان سے فائدہ اٹھائیں۔ انھیں سعادت ابدی و دولت سرمدی تصور کریں، اور اس دنیا کے لیے ترقی درجات اور اس دنیا کے مونس روزگار سمجھیں۔"

حضرت زین بدر عربی کے اس بیان کی تصدیق مخدوم الملک کے ایک مکتوب سے بھی ہوتی ہے آپ مکتوبات صدی کے مکتوب چہارم میں فرماتے ہیں:

"برادر اعز شمس الدین اکرم اللہ بکرامتہ التائبین، تمھیں معلوم ہو مکرر سہ کرر درخواستیں تمھاری متقاضی تھیں کہ کچھ نہ کچھ لکھا جائے اور ہر سوال کے متعلق ارشاد و تنبیہ کی جائے۔ تقاضا اس حد تک تھا کہ تم شکستہ خاطر ہونے لگے اس لیے چند مکتوب لکھے جاتے ہیں۔ ان کو خوب غور سے پڑھنا اور قاضی صدر الدین سے سمجھ لیا کرنا۔ مجھے یقین ہے کہ جب قاضی صدر الدین وہاں موجود ہیں تو کوئی مشکل نہ رہے گی۔"

قاضی شمس الدین کے بعد دور کے شہروں میں رہنے والے مریدین و معتقدین بھی اسی طرح تعلیم پانے لگے۔ خود مخدوم الملک کو یہ طریقہ بہت مفید نظر آیا اور ہر خط لکھتے وقت یہ بھی مدنظر رکھا کہ اس سے نہ صرف مکتوب علیہ بلکہ ہر کس و ناکس کو فائدہ پہنچے۔ چونکہ ہر ایک مرید کے پاس الگ الگ خط لکھنا مشکل تھا۔ بہت سے مقامات ایسے تھے جہاں آسانی سے خطوط نہیں جا سکتے تھے اس لیے

بعض مریدین کو یہ بھی ہدایت تھی کہ وہ کسی دوسرے کے خطوط سے نقل کرلیں۔ مثلاً ملک حسام الدین کو لکھتے ہیں کہ:

"اس فقیر کے مکتوب کا نسخہ دولت آباد میں جس کسی کے پاس موجود ہو اپنے لیے لکھوا لو اور اسے اپنے پاس رکھو۔ بار بار انتہائی غور فکر سے مطالعہ کرو۔ اللہ نے چاہا تو دین کے اصول و فروع اور طائفۂ صوفیا کی روش و معاملات مکتوبات سے منکشف ہوں گے۔"

بعض مکتوب الیہ کو یہ بھی ہدایت کر دیتے تھے کہ اس کی نقل فلاں کو بھجوا دینا۔ ملک حضر کو مکتوبات دو صدی کے مکتوب نمبر ۴۶ میں لکھتے ہیں:

"یہ خط بار بار پڑھنا اور اس کی ایک نقل والدہ نظام الدین کو بھجوا دینا۔"

مخدوم الملک حتی الامکان جس موضوع پر لکھتے اس کو اتنا واضح کر دیتے تھے کہ سمجھنے میں عموماً دشواری نہیں ہوتی۔ پھر بھی لبا اوقات اس کا امکان تھا کہ کسی جگہ سمجھنے میں کچھ دقت پیش آسکے۔ اس کے لیے یہ انتظام کیا تھا کہ مبتدیوں کو اپنے کسی باصلاحیت اور صاحب فہم خلیفہ کے حوالے کر دیتے تاکہ وہ اگر کچھ سمجھنا چاہے تو ان سے سمجھ لیا کرے۔

بیوسر میں قاضی صدر الدین کو اپنا خلیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ قاضی شمس الدین کو کئی خطوط میں یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ قاضی صاحب کی موجودگی کو غنیمت سمجھیں اور جب ضرورت پیش آئے ان سے سمجھ لیا کریں۔ ظفر آباد میں مولانا مظفر بلخی کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ شیخ فخر الدین کو لکھتے ہیں کہ

"میں نے تم عزیز کو مولانا مظفر کے حوالہ کیا۔ ان کو میری جگہ سمجھنا۔ جہاں کوئی مشکل پیش آئے ان سے رجوع کرنا۔"

غرضیکہ مخدوم الملک کے یہ مکتوبات محض رسمی خطوط نہیں ہیں۔ ان کے ذریعہ شریعت و طریقت کی تعلیم کا مکمل اہتمام ہوتا تھا۔ اس لیے عقیدت مندوں کو جہاں یہ مکتوبات نظر آتے نقل کر لیتے اور انھیں اپنے مطالعہ میں رکھتے۔ اس وقت تک آپ کے مکتوبات کے کئی مجموعے مرتب ہو چکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مکتوبات صدی

یہ حضرت مخدوم کے قدیم ترین خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایک سو خطوط ہیں۔ صرف دو خطوط یعنی مکتوب ہشتم اور مکتوب نہم قاضی صدرالدین کے نام ہیں۔ باقی تمام خطوط ملک شمس الدین کو لکھے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم کے خادم خاص شیخ زین بدر عربی اس کے جامع ہیں۔ ملک شمس الدین کے نام جو خطوط ہیں انھیں مناقب الاصفیاء میں مکتوبات قدیم کے نام سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ مکتوبات میں سب سے مشہور یہی مجموعہ ہے۔ ہر زمانہ میں صوفیاء و علماء کے حلقے میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔

مکتوبات دوصدی

مکتوبات صدی کے بعد جو خطوط دستیاب ہوئے انھیں شیخ زین بدر عربی نے مکتوبات دوصدی کے نام سے مرتب کر دیا۔ اس مجموعہ کی ترتیب مکتوبات صدی کے ۲۲ سال بعد ۷۶۹ھ میں کی گئی۔ شیخ زین بدر عربی اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ

"اگر کسی کے پاس سے مزید مکتوبات برآمد ہوئے اور موقع ملا تو میں نے ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ اور تیار کروں گا۔ اس مجموعہ کے مکاتیب شیخ عمر، قاضی شمس الدین، قاضی صدرالدین، قاضی زاہد ملک خضر، ملک حسام الدین اور کئی دوسرے مریدوں کے نام ہیں۔ دو مکتوبات مولانا مظفر بلخی کے نام بھی ہیں۔ ایک مکتوب سلطان فیروز تغلق اور ایک سلطان محمد تغلق کے داماد ملک داؤد کو لکھے گئے ہیں۔ چند مکتوب کئی دوسرے احباب کے نام ہیں۔

مکتوبات ہشت و بست

مخدوم الملک کے مریدوں میں مولانا مظفر بلخی سب سے زیادہ عزیز تھے۔ جب بہار شریف سے دور ہوئے تو دوسرے مریدوں کی طرح وہ بھی خطوط کے ذریعہ رابطہ قائم رکھتے تھے اور ۲۵ سال تک وقفے وقفے کے ساتھ مولانا کے پاس مخدوم الملک کے خطوط پہنچتے رہے۔ چونکہ یہ خطوط عشق و معرفت اور توحید کے بعض ایسے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں جن کے مطالعہ سے عام لوگوں میں گمراہی پھیل سکتی تھی اس لیے مخدوم الملک کی تاکید تھی کہ انھیں پوشیدہ رکھا جائے۔ جب مولانا مظفر بلخی کی رحلت کا

وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ ان خطوط کو ان کی لاش کے ساتھ دفن کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن ایک پلندہ دفن ہونے سے رہ گیا۔ کھول کر دیکھا گیا تو یہ مخدوم الملک کے خطوط نکلے۔ یہ تعداد میں ۲۸ تھے۔ چونکہ ان خطوط میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے لوگوں کے عقیدے میں خلل پہنچنے کا اندیشہ ہوتا اس لیے لوگوں نے اس کی نقلیں اپنے پاس رکھ لیں، اور سب کو جمع کر دیا گیا۔ اس مجموعہ کا نام مکتوبات ہشت و لبست ہے۔[۱]

یہ مخدوم الملک کے آخری دور کے خطوط ہیں۔ حضرت مخدوم پر ضعیفی کا غلبہ شروع ہو گیا تھا۔ بینائی کم ہوتی جا رہی تھی۔ لکھنے پڑھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ اس مجموعہ کے آخری یعنی ۲۸ ویں مکتوب میں آپ مولانا مظفر کو لکھتے ہیں کہ

"این زمان در نظر قصور و فتور افتادہ بنوشتن نمی توانم۔"

غالباً یہ مکتوبات اسی لیے بہت مختصر ہیں۔ بعض تو بس چند سطور میں ہیں۔

مکتوبات کے تینوں مجموعوں کو یکجا کر کے کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور نے ۱۳۱۹ھ میں سہ صدی مکتوبات کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ مگر دو صدی مکتوبات میں صرف ۱۵۳ خطوط ہیں۔ معلوم نہیں باقی ۴۷ خطوط کیوں چھوٹ گئے۔ حالانکہ بعض کے پاس قلمی نسخہ میں مکمل دو سو مکتوبات ہیں۔

جناب صباح الدین عبد الرحمٰن نے بزم صوفیا میں لکھا ہے کہ انڈیا آفس لائبریری میں مخدوم الملک کے مکتوبات کا ایک اور مجموعہ ہے جس میں ۱۲۵ مکتوبات ہیں۔ اس میں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے نام خطوط ہیں۔

ان دونوں کو حضرت مخدوم نے "فرزند" کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔ اس سے انڈیا آفس لائبریری کے فہرست نگار کو مکتوب الیہ کے متعلق حضرت مخدوم کے صاحبزادے ہونے کا

---

[۱] دیباچہ مکتوبات ہشت و لبست

دھوکہ ہوا ہے۔ اس مجموعہ کا عام لوگوں کو علم نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے مخدوم الملک کے مزید مکتوبات مجموعہ کی شکل میں یا منتشر حالت میں کہیں پڑے ہوئے ہوں۔

---

(۲)

حضرت مخدوم سے خط وکتابت کا سلسلہ رکھنے والوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔ اس میں ایک دو نہیں درجنوں اشخاص کے نام نظر آتے ہیں۔ اس فہرست میں خلفا ومریدین بھی ہیں اور رفقاء بھی۔ علماء ومشائخ بھی ہیں اور قضاۃ وائمہ بھی، اور سلاطین وامراء کے نام بھی ملتے ہیں۔ ان بزرگوں کا مختصر تعارف ذیل میں کرایا جاتا ہے:

قاضی شمس الدین

مخدوم الملک کے زیادہ تر مکتوبات انھیں کے نام ہیں۔ چوسہ دبھاگل پور کا نظم ونسق انھیں کے ذمہ تھا۔ یہ نہیں پتہ چل سکا چوسہ کو انتظامی وحدت کے لحاظ سے کیا درجہ حاصل تھا۔ انتظامی امور کی وجہ سے انھیں مخدوم الملک کے پاس رہ کر تربیت حاصل کرنے کا موقع نہیں تھا اس لیے خطوط کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔

مکتوبات صدی میں ۹۸ خطوط آپ کے نام ہیں۔ مکتوبات دوصدی میں بھی بکثرت خطوط آپ ہی کو لکھے گئے ہیں۔ یہ مکاتیب شریعت وطریقت کے اہم ولطیف مضامین مثلاً توحید، توبہ، اہلیت شیخی، ارادت، کرامت، کشف، تجلی باری تعالی، وصول، ولایت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، کلمہ طیبہ، طہارت وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مخدوم الملک قاضی شمس الدین کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ انھیں کے اصرار ودرخواست پر مکتوبات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مخدوم الملک وصال کے وقت قاضی صاحب حاضر تھے۔ شیخ زین بدرعربی وفات نامہ میں لکھتے ہیں کہ:

"پھر قاضی شمس الدین آئے اور حضرت مخدوم کے پہلو میں بیٹھے۔ مولانا شہاب الدین اور

بلال وعتیق نے عرض کیا کہ قاضی شمس الدین کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا قاضی شمس الدین کو کیا کہوں گا۔ قاضی شمس الدین میرا فرزند ہے۔ ؎ له

قاضی صدرالدین

قاضی شیخ صدرالدین نہایت ذہین اور صاحب علم بزرگ تھے۔ رموز طریقت و مسائل شریعت سے پوری طرح واقف تھے۔ آپ کی علمی استعداد اور سمجھ بوجھ پر مخدوم الملک کو پورا بھروسہ تھا۔ قاضی شمس الدین جیسے ممتاز خلیفہ کو ہدایت تھی کہ وہ قاضی صدرالدین کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔ مکتوبات میں اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ان سے رجوع کریں۔

قاضی صدرالدین کا قیام بھی چوسہ ہی میں تھا۔ قاضی شمس الدین کو اس قسم کی ہدایت بار بار اور کئی خطوط میں کی گئی ہے مثلاً:

"چند مکتوب مسلسل لکھے جاتے ہیں۔ ان کو کافی غور کے ساتھ پڑھنا اور قاضی صدرالدین سے مطالب حل کرالینا۔ مجھے یقین ہے کہ جب قاضی صدرالدین وہاں موجود ہیں کوئی مشکل نہ رہے گی۔"

"اے برادر قاضی صدرالدین کی صحبت کو غنیمت سمجھنا اور اپنے لیے نشان سعادت تصور کرنا۔ دائمًا تحصیل علم میں مصروف رہو۔"

"اے بھائی خداوند تعالیٰ نے آج کل قاضی صدرالدین کی صحبت کا موقع دیا ہے اسے غنیمت سمجھو۔"

مکتوبات صدی کے ۵۵ ویں مکتوب کا عنوان ہی ہے "در صحبت قاضی صدرالدین وتحریص برعلم"۔ مخدوم الملک قاضی شمس الدین کو حصول علم اور صاحب علم کی صحبت کے فوائد و ضرورت پر زور دیتے ہوئے تاکید فرماتے ہیں کہ جب قاضی صدرالدین وہاں موجود ہیں تو ان کی موجودگی کو

له وسیلۂ شرف مشکٰوۃ بحوالہ مناقب الاصفیاء اور وفات نامہ)

غنیمت سمجھیں اور اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔"

قاضی صدر الدین کے نام مکتوبات صدی میں مکتوب ہشتم اور مکتوب نہم ہیں۔ جن میں پہلا مکتوب ولی کے بیان میں ہے اور دوسرا ولایت اور شرک خفی و جلی کے بیان میں ہے۔ مکتوبات دو صدی میں بھی چند مکتوب ۴۳، ۱۲۲، ۱۵۰ قاضی صاحب کے نام ہیں۔ قاضی صاحب کو مخدوم الملک سے غایت درجہ کا خلوص و محبت تھا۔ وفور شوق میں ملاقات کے لیے پوسہ سے بہار شریف کا عزم کیا۔ قاضی صاحب کے لیے سفر کرنا مناسب حال نہ تھا۔ مگر مرشد کی محبت غالب تھی۔ کسی مصلحت و مصیبت سے وہ باز آنے والے نہ تھے۔ جب مخدوم الملک کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے فوراً خط لکھا اور سفر سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

"قاضی زین الدین آئے تھے۔ صحت و سلامتی کی خبر ملی۔ ان سے معلوم ہوا کہ آپ میری ملاقات کو آنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ آپ روانہ بھی ہو چکے ہوں۔ برادر من مسافت کی دوری، راہ کی صعوبت، اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچے جن کا غم خوار آپ کے غائبانہ میں کوئی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ فرض و واجبات حقوق کے مقابلہ میں سفر کے خیال کو ترک کر دیں ایسی صورت میں تو سفر حج بھی ترک کیا جاتا ہے۔ حدود شرع کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا شوق ملاقات بہت تیز ہے لیکن ایسی ملاقات کی کیا حقیقت ہے جس کے بعد فراق ہو۔"

حکومت کی طرف سے شیخ صدر الدین کو قضا کا عہدہ بھی پیش کیا گیا اور اس کے لیے وہ تیار بھی ہو گئے تھے۔ جب مخدوم الملک کو خبر ہوئی تو آپ نے انھیں یہ ذمہ داری قبول کرنے سے منع کیا کیونکہ یہ منصب آپ شیخ صدر الدین جیسے شخص کے لیے مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ فوراً یہ خط لکھا:

لہ مکتوب ۴۳ مکتوبات دو صدی ص ۱۴۸

"ایک عزیز یہاں پہنچے اور خبر سنائی کہ آں عزیز نے نیابت قضا کا عہدہ قبول کرلیا ہے۔ آپ کی خیریت سن کر مسرت ہوئی مگر ساتھ ہی یہ خبر طبیعت کو ناگوار گذری۔ آپ کی عمر کے پچاس ساٹھ سال گذر چکے ہیں کیا ابھی تک قضا اور درس وتدریس کے شغل کا وقت باقی ہے۔ چولھے میں ڈالو ان سب کو، کنارے کردو کاغذ و کتاب کو۔ قلم توڑ دو۔ دوات انڈیل دو۔ اپنی فکر کرو۔ ہوسکے تو اپنا ایمان تاریکی سے الگ رہ کرو روشن کرو۔"

شیخ صدرالدین کے نام جو مکتوب ہیں وہ اگرچہ چند ہی ہیں مگر بڑے معیاری ہیں۔ خصوصاً مکتوب صدی کے مکتوب ہشتم اور مکتوب نہم کے معیار، طرز بیان اور لطافت کا کیا کہنا۔ شیخ صدرالدین کے نام جو خطوط ہیں ان کا انداز تحریر پیر و مرید جیسا نہیں بلکہ دو مخلص دوستوں جیسا ہے۔

شیخ عمر

یہ بھی بڑے فرمانبردار مرید تھے۔ قصبہ آنگی میں قیام تھا۔ قاضی شمس الدین کی طرح ان کو بھی خطوط کے ذریعہ تربیت دی گئی تھی۔ یہ خطوط راہ دین۔ طلب علم۔ ترک دنیا۔ تصفیہ و تزکیہ۔ محبت و عشق۔ صدق طلب وغیرہ جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان کے تحت طریقت کے اہم مسائل کو نہایت لطیف پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مکتوبات دوصدی کے ابتدائی ۱۸ خطوط انھیں کے نام ہیں۔

قاضی زاہد

مخدوم جہاں کے ممتاز اور حاضر باش مرید تھے۔ مدتوں ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ مجلسوں میں خوب سوالات کرتے تھے۔ اسی لیے مخدوم الملک کے حالات مرتب کرتے وقت تذکرہ نگاروں نے سب سے زیادہ روایتیں انھیں سے بیان کی ہیں۔ جب بہار شریف سے باہر رہنا ہوتا تو خطوط کے ذریعہ تعلقات قائم رکھتے تھے۔ مکتوبات دوصدی میں کئی

لہ مکتوب ۲۳ ایضاً ص ۱۹

خطوط ان کے نام ہیں۔

مولانا مظفر بلخی

مخدوم الملک کے مریدوں میں سب سے زیادہ شہرت دہر دلعزیزی مولانا مظفر بلخی کو حاصل ہوئی۔ وہی آپ کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ مولانا کے نام مخدوم الملک نے کافی خطوط لکھے تھے لیکن انھیں مولانا کے وصال کے بعد لاش کے ساتھ قبر میں دفن کردیا گیا۔ ایک پلندہ رہ گیا۔ کھولا گیا تو ۲۸ خطوط نکلے۔ مکتوبات ہشت دلبت انھیں خطوط کا مجموعہ ہے۔ مزید کچھ خطوط مولانا کے نام ملتے ہیں۔ مکتوبات صدی میں بھی دو خطوط یعنی مکتوب ۱۲۶ اور ۱۳۴ مولانا مظفر کے نام ہیں جو انھیں ظفر آباد کے قیام کے دوران لکھے گئے تھے۔

ملک حسام الدین

مکتوبات دو صدی میں ملک حسام الدین کا نام چند مکتوبات ہیں جو انھیں دولت آباد لکھے گئے تھے۔

انھیں کسی طرح مخدوم الملک کی بزرگی کا علم ہوا اور رفتہ رفتہ عقیدت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ خود کو حضرت مخدوم الملک کے حلقہ ارادت پیش کرنے کی درخواست کی۔ مخدوم الملک نے شوق وخلوص دیکھ کر ان کی درخواست منظور فرمائی۔ مشفقانہ جواب دیا:

"چونکہ تم عزیز کو اس فقیر سے حسن ظن ہے۔ اس فقیر سے منسلک ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور کلاہ درویشی طلب کی ہے۔ بھیجی جارہی ہے۔ اب تم پر لازم ہے کہ اس کام میں جو شرائط ہیں انھیں بجالاؤ۔ کچھ فقیروں کو جو اہل تصوف سے ہوں اکٹھا کرو، اور ان کی موجودگی میں پہلے توبۃ النصوح کرو۔ اس کے بعد ایمان کی تجدید کرو۔ پھر مردانہ وار آگے بڑھو۔ مرید صادق کی طرح ٹوپی سر پر رکھو . . . اس فقیر کے مکتوبات کا نسخہ دولت آباد میں جس کسی کے پاس موجود ہو اپنے لیے لکھو اور اس کا مطالعہ کرتے رہو۔ مکرر سہ کرر انتہائی

غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرو۔ اللہ نے چاہا تو دین کے اصول و فروع، طائفہ صوفیا کی روش و معاملات ان مکتوبات سے منکشف ہوں گے۔"

ملک حسام الدین کے کئی بار بہار تشریف آنے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ایک مکتوب میں شیخ معزی کو لکھتے ہیں:

"ملک حسام الدین کئی بار آئے اور آپ کا سلام پہنچایا۔"

یہ نہیں معلوم ہو سکا ملک صاحب کا بہار آنا مخدوم الملک کی ملاقات کے لیے ہوتا تھا یا سرکاری کاموں سے۔ قیاس یہی ہے کہ سرکاری امور کے سلسلہ میں آمد و رفت ہوتی ہوگی۔ ورنہ دولت آباد جیسے دور دراز مقام سے صرف ملاقات کے لیے بہار آنا مخدوم الملک خود پسند نہیں کر سکتے تھے۔ شیخ صدر الدین نے چوسا سے قصد سفر فرمایا تھا تو آپ نے کتنی سختی سے منع فرمایا تھا چہ جائکہ دولت آباد۔ پھر سرکاری ذمہ داریوں سے اتنی فرصت ہی کہاں ہو سکتی تھی کہ کئی بار صرف ملاقات کے لیے بہار کا سفر کرتے۔

ملک خضر

ملک خضر بھی ملک حسام الدین کی طرح امرا میں تھے۔ ملاقات اور حاضری کا موقع نہ تھا خطوط کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مکتوبات دو صدی میں کافی خطوط ان کے نام ہیں۔ ان کا قیام بھی چوسہ کے علاقہ میں تھا۔ ان کے مکتوب میں قاضی صدر الدین اور شیخ سلیمان کا تذکرہ ضمناً آ گیا ہے۔ ملک خضر کسی اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ اس کا اندازہ مخدوم الملک کے ایک مکتوب کی درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے:

"اے برادر! جس قدر ممکن ہو محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کرو۔ اپنی زبان۔ منصب۔ اقتدار۔ اور مال سے جتنی مدد بھی کر سکتے ہو کرو۔ یقین مانو۔ بھائی تمہیں اللہ نے جو مقام عطا کیا ہے۔ جو مال و اقتدار حاصل ہے اور زبان و قلم میں جو قدرت ملی ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے ذریعہ تم حاجت مندوں کی حاجت روائی کرو۔ یہ عمل نوافل، صوم و صلوٰۃ سے زیادہ کارآمد

اور مفید ہیں۔ اس سے زیادہ بہتر عبادت تمہارے لیے اور کوئی نہیں۔"

ملک مفرح

ان کے نام مکتوبات دو صدی میں دو خطوط یعنی مکتوب ۴۲ اور مکتوب ۱۰۴ ہیں۔ اول الذکر میں مخلوق کی حاجت روائی اور بندگان خدا کو آرام پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ دوسرے مکتوب میں غریبوں، مسکینوں کی امداد و حاجت روائی پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت مخدوم الملک مفرح کو لکھتے ہیں:

"اے بھائی! اس حدیث پر کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے عمل کریں۔ ہاتھ سے۔ زبان سے قلم سے۔ کاغذ سے۔ روپے سے۔ جنس سے۔ غرضیکہ جس طرح بھی ہو دلوں کو راحت پہنچائیں کیونکہ سب سے بڑا کام یہی ہے۔ اے عزیز ٹوٹے ہوئے دل کو مسرور کرنا، ایک برباد کو آباد کرنا اس سے بہتر ہے کہ تم رات بھر جاگتے رہو۔"